بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ٹیلیفون نمبر ۹۱ — رجسٹرڈ ایل نمبر ۵

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ٭ عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ الفضل قادیان

یوم شنبہ

جلد ۳۱ | ۳۱ ماہ وفا ۱۳۲۲ ہش | ۲۷ رجب ۱۳۶۲ھ | ۳۱ جولائی سنہ ۱۹۴۳ء | نمبر ۱۷۸

مدینۃ المسیح

ڈلہوزی۔ ۳۰ ماہ وفا۔ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق صبح ½ ۹ بجے بذریعہ فون یہ اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ کل شام ساڑھے چھ بجے تک ٹمپریچر نارمل رہا۔ کل حضور سیر کیلئے تشریف لے گئے۔ واپسی پر ٹمپریچر ۹۹ درجہ ہو گیا۔ آج صبح ۹۷٫۹ درجہ ٹمپریچر ہے۔ عام طبیعت خدا کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمد للہ۔

سیدہ ام ناصر احمد صاحب کی صحت بفضل خدا اچھی ہے۔ سیدہ ام طاہر احمد علیل ہیں۔ ان کو جگر میں تکلیف ہے۔ احباب دعائے صحت کریں۔

قادیان ۳۰ ماہ وفا۔ حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کو اسہال کی تکلیف ہے اور گھبراہٹ بھی ہے۔ احباب حضرت ممدوحہ کی صحت کے لئے دردِ دل سے دعا فرمائیں۔

جناب بابو اکبر علی صاحب ریٹائرڈ انسپکٹر آف ورکس و مینجنگ ڈائرکٹر سٹار ہوزری بعارضہ کاربنکل بیمار ہیں۔ احباب دعائے صحت کریں۔

روزنامہ الفضل ۲۷ رجب ۱۳۶۲ھ

جنگ کے بعد کی دنیا اور احمدیت

موجودہ عالمگیر جنگ دنیا پر بہت بڑا عذاب ہے۔ مگر اہل دنیا کی اپنی بداعمالیوں اور بدکرداریوں کے نتیجہ میں۔ کیونکہ اِنَّ اللّٰہَ شَدِیْدُ الْعَذَابِ اور اِنَّ اللّٰہَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ۔ اللہ تعالیٰ مجرموں کو سخت عذاب دیا کرتا ہے۔ ورنہ اِنَّ اللّٰہَ لَیْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِیْدِ۔ اللہ تعالیٰ تو بندوں پر قطعاً ظلم نہیں کرتا۔ بلکہ اِنَّ اللّٰہَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَی النَّاسِ۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر بڑا فضل کرنے والا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ کا یہ بھی ارشاد ہے۔ کہ عَذَابِیْٓ اُصِیْبُ بِہٖ مَنْ اَشَآءُ وَرَحْمَتِیْ وَسِعَتْ کُلَّ شَیْءٍ۔ یعنی جو میرے نزدیک اپنے آپ کو عذاب کا مستحق ٹھہرا لیتے ہیں۔ انہیں میں عذاب میں مبتلا کر دیتا ہوں۔ لیکن اس کے متعلق بھی یاد رکھو۔ کہ میری رحمت اتنی وسیع ہے۔ کہ اس نے ہر شے کا احاطہ کیا ہوا ہے۔ مطلب یہ کہ میرا عذاب بھی میری رحمت کے احاطہ میں ہی ہے۔ پس جب کوئی عذاب نازل کرتا ہوں۔ تو اس کا یہی مقصد ہوتا ہے۔ کہ اپنے بندوں پر اپنی رحمت کے دروازے کھولوں اور انہیں فائدہ اٹھانے کا موقع دوں۔

اسلام کی اس تعلیم کی رُو سے ہر وہ شخص جو مسلمان کہلاتا اور قرآن کریم کو خدا تعالیٰ کا کلام یقین کرتا ہے۔ ایمان رکھتا ہے۔ کہ موجودہ جنگ کا عذاب شدید بھی کئی رنگوں اور کئی پہلوؤں سے دنیا کے لئے خدا تعالیٰ کی رحمت اور اس کا فضل حاصل کرنے کا موجب ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ

دنیوی لحاظ سے فائدہ اٹھانے کیلئے ان لوگوں نے جو دنیا کی چند روزہ زندگی کو ہی سب کچھ سمجھتے ہیں۔ ابھی سے جدوجہد شروع کر دی ہے۔ باوجود اس کے کہ جنگ کی غیر معمولی شدت اور تباہ کاری نے انکی ساری توجہ اور تمام جدوجہد کا رُخ اپنی طرف پھیر رکھا ہے چنانچہ لنڈن کی ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ "جنگ کے بعد کی دنیا" کے متعلق ایک توقع یہ کی جا رہی ہے۔ کہ اس وقت انسان کے موجودہ قد اور عمر میں اضافہ ہو جائے گا۔ اور کوئی انسان بھوکا نہیں رہے گا۔ چنانچہ لکھا ہے:-

"غریب طبقہ کے افراد کے قد میں اوسطاً ۴ انچ اضافہ۔ بچوں کی نشوونما میں رکاوٹوں کا انسداد۔ عمر میں اضافہ انگلستان میں ۱۲ سال سکاٹ لینڈ میں ۱۰ سال۔ اور ہندوستان اور چین میں اس سے بھی زیادہ۔ یہ بظاہر غیر ممکن باتیں عین ممکن ہو جائیں گی۔ اگر ان سفارشات پر صحیح معنوں میں اور خوش اسلوبی کے ساتھ عمل کیا گیا۔ جو امریکہ میں پچھلے دنوں اس مقصد کے لئے منعقد ہوئی تھی۔ کہ دنیا کے کسی حصے میں رہنے والوں کو کھانے پینے کی چیزوں کی قلت اور قحط کا اندیشہ نہ رہے۔

اس کانفرنس میں دنیا کا مشہور ماہر اغذیہ سر جان بائیڈ بھی شریک ہوا تھا۔ کانفرنس سے واپسی پر اس نے ایک بیان کے دوران میں کہا ہے۔ کہ امریکہ اور سلطنت برطانیہ کی جن آبادیوں کو جنگ سے پہلے پیٹ بھر کھانے کو نہیں ملتا تھا۔ اب وہ سیر ہو کر کھا سکیں گے۔ مگر خوراک پیدا کرنے میں اس انقلاب کے لئے زراعت اور کاشت کے طریقوں میں بھی انقلاب پیدا کرنے کی ضرورت ہے"

یہ توقعات پوری ہوں۔ یا نہ ہوں لیکن اس میں کیا شبہ ہے۔ کہ جن لوگوں کا منتہائے نظر محض دنیا ہے۔ وہ دنیا کے آرام و آسائش اور دنیا کی لذّات سے زیادہ سے زیادہ عرصہ تک بہرہ اندوز ہونے کے لئے کوشاں ہیں۔ اس کے مقابلہ میں ہمارے لئے قابل غور و فکر سوال یہ ہے۔ کہ جنگ کے بعد جماعت احمدیہ دنیا پر خدا تعالیٰ کی رحمت اور اس کے فضل کے دروازے اور زیادہ کس طرح کھولنا چاہتی ہے۔

بڑے سے بڑے ماہرین کی اعلیٰ سے اعلیٰ سفارشات غلط ہو سکتی ہیں۔ اور اگر صحیح بھی ہوں تو یہ اُن کے بس کی بات نہیں۔ کہ ان پر پوری طرح عمل کرنے کے اسباب بھی مہیا کر سکیں۔ لیکن خدا تعالیٰ جس امر کے متعلق فرمائے۔ کہ یوں ہوگا۔ وہ ضرور درست ثابت ہوتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ جو قادر مطلق ہے۔ ایسے اسباب مہیا فرما دیتا ہے۔ کہ ان سے کام لینے والے یقیناً کامیاب ہو جاتے ہیں۔

ہماری جماعت کے ہر ایک فرد کا ایمان ہے۔ اور پختہ ایمان ہے۔ کہ احمدیت یعنی حقیقی اسلام دنیا کے کناروں تک پھیل جائے گا۔ اور خدا تعالیٰ اسے ایسا غلبہ عطا کرے گا۔ کہ دوسرے مذاہب کی اس کے مقابلہ میں کوئی حقیقت نہ رہے گی۔ یہ خدا تعالیٰ کا فیصلہ ہے۔ جس کا اعلان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ ہو چکا ہے۔ یہ دنیا میں نافذ ہو کر رہیگا۔ مگر اس کے جلد سے جلد نفاذ کے لئے ہم کیا کر رہے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ نے اس کے لئے جو سامان مہیا فرمائے ہیں۔ اور جن میں سے ایک بہت بڑا سبب جنگ عظیم کا عذاب شدید بھی ہے۔ اسے دنیا کے لئے روحانی طور پر رحمت ثابت کرنے کیلئے کیا جدوجہد کرنی چاہئیے؟

اس کے متعلق ایک اہم امر جو خاص طور پر مدنظر رکھنے کے قابل ہے۔ یہ ہے۔ کہ آج کل جماعت احمدیہ کے بہت سے افراد جو مختلف ممالک اور مختلف علاقوں میں مقیم ہیں۔ انہیں اپنے مفوضہ فرائض نہایت عمدگی اور خوش اسلوبی سے ادا کرنیکے علاوہ ان علاقوں کے متعلق ضروری معلومات اگر کسی اور طریق سے ممکن نہ ہو۔ تو کم از کم اپنے دماغوں میں اسطرح محفوظ کرنیکی کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ جب حالات انہیں اجازت دیں۔ تو وہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں پیش کر سکیں تا کہ جنگ کے بعد تبلیغ احمدیت کیلئے جو پروگرام بنایا جائے اس کیلئے مفید ثابت ہوں۔ اور انہیں پیش نظر رکھکر تبلیغ احمدیت میں کامیابی حاصل کرنیکی کوشش کی جا سکے۔ یہ واضح بات ہے۔ کہ جنگ کے بعد تبلیغ احمدیت کا وسیع میدان جماعت احمدیہ کے سامنے ہوگا۔ اور دوسری باتوں کے علاوہ خود اس جنگ کے اہم واقعات کی خدا تعالیٰ نے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کو قبل از وقت خبر دیکر اور پھر انہیں غیر معمولی حالات میں پورا کر کے اس جنگ کو صداقت احمدیت کے لئے ایک

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق اطلاع

ڈلہوزی ۲۸ جولائی - جناب ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب تحریر فرماتے ہیں۔
سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طبیعت خدا کے فضل سے اچھی ہے۔ کل بھی حضور نے سیر فرمائی۔

تقرر امراء حلقہ فیروزپور و حیدرآباد دکن

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مکرمی جناب پیر اکبر علی صاحب ایڈووکیٹ ایم۔ ایل۔ اے فیروزپور کو حلقہ امارت فیروزپور کا امیر اور چوہدری محمد الدین صاحب کو اسی حلقہ کا نائب امیر ۳۰ اپریل ۱۹۴۴ء تک منظور فرمایا ہے۔
نیز حلقہ امارت حیدرآباد دکن کے لئے حضور نے جناب سیٹھ بشارت احمد صاحب کو ۳۰ اپریل ۱۹۴۴ء تک امیر منظور فرمایا ہے۔ متعلقہ جماعتیں مطلع رہیں۔ ناظر اعلیٰ قادیان

ایک غلط خیال کی تردید

۲۵ جولائی کے "الفضل" میں جو ایڈیٹوریل شائع ہوا ہے۔ اس میں مولوی ثناء اللہ صاحب کی تفسیر ثنائی کے ایک فرمہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے۔ کہ یہ فرمہ ہمارے پاس اس اطلاع کے ساتھ موصول ہوا۔ کہ اس قسم کے بہت سے کاغذات ردی کے طور پر ایک دوکان میں موجود ہیں۔ اور دوکاندار اس کو ردی کی جگہ استعمال کرتا ہے۔ اور خیال کیا گیا۔ کہ ممکن ہے یہ مولوی ثناء اللہ صاحب کے دفتر کی کارروائی ہو۔ اور اسے قرآن کریم کی ہتک کا ذمہ وار قرار دیا گیا۔ مگر افسوس کہ یہ خیال درست نہیں تھا۔ غور کرنے پر معلوم ہوا ہے۔ کہ اس کی ذمہ واری مولوی ثناء اللہ صاحب یا ان کے کسی ذمہ وار کارندے پر عائد نہیں ہوتی۔ اس قسم کی بیجا حرکتیں چوری کرنے والے ہر جگہ کر سکتے ہیں ؛

احمدیہ کمپنیوں میں بھرتی

احباب حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کا ارشاد احمدیہ کمپنی میں بھرتی کے متعلق ملاحظہ فرما چکے ہیں جیسا کہ پہلے اعلان کیا جا چکا ہے۔ اس وقت مزید ۱۰۸ احمدی ریکروٹوں کی فوری ضرورت ہے جماعت ہائے احمدیہ کے تمام عہدہ داران کو میں اس دفعہ پھر توجہ دلاتا ہوں۔ کہ وہ پوری توجہ اور کوشش سے اس کام کو سرانجام دیں۔ ضلع جالندھر اور ہوشیارپور کے عہدہ داران کو میں خاص طور پر مخاطب کرتا ہوں۔ انہوں نے احمدیہ کمپنیوں کی بھرتی میں بہت کم توجہ کی ہے۔ اور بہت ہی تھوڑے نوجوان اپنی کمپنیوں میں بھرتی کروائے ہیں۔ ان کے لئے اب موقعہ ہے کہ وہ اس کمی کو پورا کریں۔ جو نوجوان بھرتی کے لئے تیار ہوں۔ ان کا کسی مقامی ڈاکٹر سے معائنہ کرا کے قادیان بھجوا دیں۔ جو نوجوان بھرتی کے لئے آئیں وہ آ کر مجھے مل لیں۔ اضلاع جالندھر و ہوشیارپور کے علاوہ دوسری جماعتوں کو بھی توجہ کرنی چاہیئے۔

مرزا شریف احمد اسسٹنٹ ریکروٹنگ آفیسر لاہور ایریا

نظارت دعوۃ و تبلیغ کی ضروری اطلاع

جب تک نظارت دعوۃ و تبلیغ کا ایڈریس رجسٹرڈ نہ ہو۔ احباب تار میں اپنا پورا پتہ لکھا کریں یعنی صرف تبلیغ لکھنا کافی نہیں۔ ناظر تبلیغ لکھا کریں۔ (ناظر دعوۃ و تبلیغ)

مختلف مقامات میں تبلیغ احمدیت

کلکتہ سے مولوی ظل الرحمٰن صاحب جون کی تبلیغی رپورٹ میں لکھتے ہیں۔ کہ اس عرصہ میں بلاکوبہ۔ جل پائی۔ شمالی بنگال وغیرہ کا دورہ کیا۔ تین لیکچر دیئے۔ شمالی بنگال کی احمدیہ کانفرنس میں شامل ہوا۔ جو کہ بہت کامیاب رہی۔ ۳۶ افراد کو انفرادی تبلیغ کی۔ ۱۰ قرآن کریم و حدیث کے درس دیئے۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے لئے دعا کی تحریک کی۔ اور ایک بکرا بطور صدقہ ذبح کرایا۔

مالابار۔ مولوی عبد اللہ صاحب ۱۴ جولائی تک کی رپورٹ میں لکھتے ہیں۔ پینگاڈی کینانور میں تبلیغ کی نو تربیتی درس دیئے۔ بعض احباب سے تبلیغی گفتگو کی۔

جالندھر گیانی واحد حسین صاحب ۱۷ جولائی تک کی رپورٹ میں لکھتے ہیں۔ جالندھر شہر کا دورہ کیا۔ انفرادی تبلیغ کی گئی۔ نیز جماعت کی تربیت کا خیال رکھا گیا۔

بوچھ کلاں۔ ضلع سرگودہ سے بشیر احمد صاحب لکھتے ہیں۔ یہاں قریباً ایک ہزار کے اجتماع میں تبلیغ کی۔ اور تین سو ٹریکٹ تقسیم کئے۔ ٹریکٹ ہندوؤں مسلمانوں میں تقسیم کئے۔ جو بہت مقبول ہوئے ؛

گنج لاہور۔ عبد الستار صاحب قمر اجنالوی لکھتے ہیں۔ قریباً دو ماہ سے گنج میں اہلحدیثوں اور حنفیوں کے مابین اختلافی مسائل پر جلسے ہو رہے تھے۔ جن میں ہمارے متعلق بھی ذکر آیا۔ جواب میں ۴ جولائی کو ہم نے جلسہ کیا جس میں غیر احمدی بھی شامل ہوئے۔ اور ان کے سوالات کے مدلل جواب دیئے گئے۔

نگول مولوی عبد العزیز صاحب ۱۵ جولائی تک کی رپورٹ میں لکھتے ہیں کہ ڈھینڈسہ، ہمبووال، سبھنیاں۔ جلال پور کا دورہ کیا پانچ لیکچر دیئے۔ ۱۰۰ افراد کو انفرادی تبلیغ کی۔

گورداسپور۔ مولوی محمد حسین صاحب لکھتے ہیں کہ ۱۹ جولائی کو بمعیت مولوی غلام احمد صاحب بدوملہوی گورداسپور گیا۔ مرزا عبد الحق صاحب کی معرفت ایک شیعہ دوست سے تبادلہ خیالات ہوا۔ طویل بحث کے بعد اس دوست نے اپنی کم علمی کا اقرار کرتے ہوئے کہا۔ کہ واقعی حضرت علی رضؓ نے حضرت ابو بکر رضؓ و دیگر خلفاء کی بیعت کی تھی۔ نیز بحکم ناظر صاحب اعلیٰ تغلوالہ میں احرار کے ایک جلسہ کی کارروائی سننے کی غرض سے گیا۔ وہاں ۱۷ افراد کو انفرادی تبلیغ کی۔

سرینگر۔ مولوی عبد الاحد صاحب ۱۵ جولائی تک کی رپورٹ میں لکھتے ہیں۔ کہ چھ افراد کو انفرادی تبلیغ کی۔ اور ایک رئیس کو احمدیہ لٹریچر دیا

ریاست جموں میں کالابن کوٹلی سے فرمان علی صاحب سیکرٹری تبلیغ لکھتے ہیں۔ کہ یہاں ایک شاندار تبلیغی جلسہ کیا گیا۔ جس میں گردو نواح کے باشندگان کو مدعو کیا۔ مولوی محمد حسین صاحب مبلغ نے بہت عمدہ تقریر کی۔ بعض غیر احمدی دوستوں نے اپنے آپ کو بیعت کے لئے پیش کیا۔ لیکن مولوی صاحب موصوف نے خوب غور کر چکنے کے بعد بیعت کرنے کی ہدایت کی

لاہور۔ بھاٹی گیٹ سے قریشی عبد الرشید صاحب لکھتے ہیں کہ ۷ جولائی کو جماعت بھاٹی گیٹ کا سالانہ تبلیغی جلسہ زیر صدارت چوہدری اسد اللہ خان صاحب بیرسٹرایٹ لاء ہوا جس میں ملک عبد الرحمٰن صاحب خادم۔ جناب مولوی عبد المالک خان صاحب اور گیانی واحد حسین صاحب نے تقاریر کیں۔ غیر احمدی معززین بھی جلسہ میں شامل تھے۔ جلسہ بخیر و خوبی رات کے دو بجے ختم ہوا۔ جناب ملک باغ علی صاحب اسپکٹر پولیس بھاٹی ڈویژن نے نہایت تندہی سے قیام امن کی کوشش کی۔ ان کا شکریہ۔

علاقہ ملکانہ۔ مولوی منظور احمد صاحب ملکانہ احمدی مبلغ دو سال سے زیادہ عرصہ سے اس علاقہ میں کام کر رہے ہیں۔ پہلے ان کا قیام ملکانہ کے مشہور مرکزی گاؤں سانڈھن میں تھا۔ اب نگلہ گھنو میں رہتے ہیں۔ جو سارے کا سارا گاؤں احمدیوں کا ہے۔ وہاں مدرسہ بھی جاری ہے، مولوی صاحب اس علاقہ میں مناظرات لیکچروں اور

کیا آپ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد کی تعمیل میں غرباء کیلئے غلہ یا نقدی بھجوا چکے ہیں؟

اللہ تعالےٰ نے قرآن کریم میں نقشہ کھینچا ہے۔ ہر زمانہ کے کافروں اور مومنوں کے لئے۔ وُہ مومنوں کو مخاطب کر کے فرماتا ہے۔ کہ جنگ میں کافر بھی مرتے ہیں۔ اور تم بھی مرتے ہو۔ وُہ بھی بھوکے رہتے ہیں۔ اور تم بھی رہتے ہو۔ وُہ بھی قیدی بنتے ہیں۔ اور تم بھی ہو سکتے ہو۔ جو مصائب اور مشکلات تم اٹھاتے ہو۔ وُہی وُہ بھی اٹھاتے ہیں۔ اس لحاظ سے تو دونوں میں کوئی فرق نہیں۔ مگر فرق ہے بھی اور وُہ یہ کہ تمہارے لئے تمہارے خدا نے ایسے وعدے کر رکھے ہیں۔ کہ جن کی موجودگی میں تم خدا تعالےٰ کے رستہ میں موت کو انعام سمجھتے ہو۔ اور سزا یا تکلیف نہیں سمجھتے۔ مگر کافروں کے لئے خدا تعالےٰ کی طرف سے کوئی ایسا وعدہ نہیں۔ چنانچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے زمانہ میں

ایک صحابی لڑائی میں شہید

ہو گئے۔ آپ نے ان کے لڑکے کو دیکھا کہ چہرہ پر غم کے آثار تھے۔ آپ نے ان کو بلایا۔ اور فرمایا۔ تمہیں اپنے باپ کی شہادت کا غم ہے۔ تم کو اگر یہ معلوم ہو جائے۔ کہ شہادت کے بعد تمہارے باپ سے اللہ تعالےٰ نے کیا سلوک کیا۔ تو یہ سب غم فوراً ہلکا ہو جائے۔ تمہارے باپ کی رُوح کو اللہ تعالےٰ نے سامنے بلایا۔ اور فرمایا۔ کہ میں تم سے اتنا خوش ہُوں۔ کہ تم مجھ سے جو کچھ مانگو۔ مَیں دُوں گا۔ تمہارے باپ نے اس سوال کے جواب میں اللہ تعالےٰ سے عرض کیا کہ میں تو صرف یہ چاہتا ہوں۔ کہ تو مجھے پھر زندہ کرے۔ اور میں پھر اسلام کے لئے لڑ کر مارا جاؤں۔ اور تو پھر مجھے زندہ کرے۔ اور میں پھر مارا جاؤں اور اسی طرح یہ سلسلہ جاری رہے۔ تو مجھے

بار بار زندہ

کرتا جائے۔ اور میں ہر بار اسلام کے لئے لڑتا ہوُا مارا جاؤں۔ اللہ تعالےٰ نے اس کے جواب میں فرمایا۔ کہ اگر مَیں اپنی جان کی قسم کھا کر یہ سنت نہ قائم کر چکا ہوتا۔ کہ مُردوں کو اس دُنیا میں واپس نہیں کروں گا۔ تو میں تمہیں ضرور زندہ کر دیتا۔ مگر میرا وعدہ ہے کہ مُردے اس دُنیا میں واپس نہ جا سکیں گے۔ اس حدیث کو ہماری جماعت اس بات کی دلیل کے طور پر ہمیشہ استعمال کرتی ہے۔ کہ حقیقی مُردے اس دُنیا میں واپس نہیں آسکتے۔ مگر اس سے ایک اور سبق یہ ملتا ہے۔ کہ مومن خدا تعالےٰ کے لئے جو تکالیف اوٹھاتے ہیں۔ وُہ ان پر گراں نہیں گزرتیں۔ بلکہ وُہ ان کو بار بار اوٹھانا چاہتے ہیں۔

پس ہمیں اس لڑائی سے یہ سبق بھی حاصل کرنا چاہیئے۔ کہ لڑنے والی قوموں کے افراد چھوٹی چھوٹی خواہشات کے لئے یہ تکالیف برداشت کرتے ہیں۔ ستمبر ۱۹۳۹ء کے شروع میں یہ لڑائی شروع ہوئی تھی۔ اس کے بعد ستمبر ۱۹۴۰ء آیا۔ پھر ستمبر ۱۹۴۱ء۔ اور اب ستمبر ۱۹۴۲ء سر پر کھڑا ہے۔

تین سال ہونے کو آئے

ہیں۔ اور جو لوگ اس میں حصہ لے رہے ہیں۔ وُہ متواتر تین سال سے دن رات تکالیف برداشت کر رہے ہیں۔ توپوں کے گولوں اور بموں سے ان کے کانوں کے پردے پھٹ رہے ہوں گے۔ ان کو زمین پر سونا پڑتا ہے۔ بوجھ اٹھانے پڑتے ہیں۔ راتوں کو جاگنا پڑتا ہے بھوکا رہنا پڑتا ہے۔ اپنی جانوں کو ہر قسم کے خطرات میں ڈالنا پڑتا ہے۔ مگر وُہ برابر ان تکالیف میں چلے جاتے ہیں اس سے ہمیں یہ سبق حاصل کرنا چاہیئے کہ مومنوں کی قربانیاں ان لوگوں کے مقابل پر کتنی وسیع ہونی چاہئیں۔ اگر کافر دُنیوی اغراض کے لئے چار پانچ یا سات سال تک مسلسل اپنے آپ کو خطرات میں ڈال سکتے ہیں۔ تو مومن مسلسل ستر سال تک بھی اپنے آپ کو خطرات میں ڈالتے جائیں۔ تو کم ہے۔

ہماری جماعت کے لئے یہ سوال

اور بھی اہم ہے۔ ہندوستانی استقلال کے ساتھ مسلسل کام نہیں کر سکتے۔ بعض ڈاکٹر اسے ملیریا کا نتیجہ بتاتے ہیں۔ کہ اس کے اثر کی وجہ سے انسان جلدی تھک جاتا ہے۔ یہاں ایک ہی میدان جنگ میں

لڑائی کا خاتمہ

ہو جاتا ہے۔ مگر یورپ کی لڑائیاں کتنی لمبی چلتی جاتی ہیں۔ سالہا سال تک ایک لڑائی جاری رہتی ہے۔ اور کسی کو یہ خیال تک نہیں آتا۔ اور کوئی یہ نہیں کہتا۔ کہ اب چھ ماہ گزر گئے ہیں اب سال گزر گیا ہے۔ کہ ہمارے رشتہ دار میدان جنگ میں ہیں۔ وہاں کھانے کی تکلیف ان کو برداشت کرنی پڑ رہی ہے۔ کپڑے کافی نہیں مل سکتے سفر میں متواتر رہنا پڑتا ہے۔ اب لڑائی ختم ہونی چاہیئے۔ مگر

ہمارے ملک کا طریق

یہ ہے۔ کہ چھ ماہ یا سال کے بعد لوگ گھبرا کر سُست ہو جاتے ہیں۔ میں نے خود اپنی جماعت میں دیکھا ہے۔ بڑی قربانی کرنے والی جماعت ہے۔ مگر بہت کم عہدہ دار ہیں۔ جو چھ سات یا آٹھ دس سال تک متواتر محنت سے کام کرتے چلے جائیں۔ ایک سکرٹری بڑا اچھا کام کرتا ہے۔ مگر چار پانچ سال کے بعد ہی وُہ تھکا ہُوا معلوم ہونے لگتا ہے یہی

امارت اور صدارت کا حال

ہے۔ ایک شخص امیر یا پریذیڈنٹ مقرر ہو کر بڑا اچھا کام کرتا ہے۔ مگر ۵-۷-سال کے بعد غفلت اور سُستی شروع ہو جاتی ہے۔ نہ معلوم یہ عادت کا نتیجہ ہے یا جیسا کہ بعض ڈاکٹروں کی رائے ہے ملیریا کا اثر ہے۔

بہر حال ہمارے ملک میں استقلال کے ساتھ لمبے عرصہ تک قربانی کی عادت نہیں۔ مگر ہماری جماعت کو سوچنا چاہیئے کہ جن قوموں سے اس کا مقابلہ ہے ان میں یہ خوبی موجود ہے۔ اور جب تک ہماری جماعت اس کمزوری کو دُور نہ کرے۔ کسی صورت میں وُہ فتح اور غلبہ حاصل نہیں کر سکتی۔ وُہ دُنیا پر کبھی غالب نہیں آسکتی۔ جب تک کہ اس عادت کو درست نہ کرے۔ اور جب تک ہر فرد ایسا نہ ہو۔ کہ

استقلال کے ساتھ قربانی

کرتا چلا جائے۔ اور ہر روز وُہ پہلے روز سے زیادہ قربانی کے لئے اپنے آپ کو تیار پائے۔

خوب یاد رکھو۔ کہ ہم نے ایسے دُشمن کو زیر کرنا ہے۔ جو استقلال کے ساتھ کام کرنے کا عادی ہے۔ اور ہم اسے اسی صورت میں مغلوب کر سکتے ہیں۔ کہ جب دِلوں میں ایسا ایمان پیدا ہو جائے کہ یہ قربانیاں جو وُہ کر رہا ہے۔ ہمیں بہت ہی کم اور حقیر نظر آئیں۔ اگر ایک جرمن کو موت ایک پر کے برابر ہلکی نظر آتی ہو۔ تو ہمیں اس پر کے ریشہ سے بھی ہلکی نظر آئے۔ اگر یہ تکالیف ایک جرمن کو ایک پر کے برابر ہلکی نظر آرہی ہوں۔ تو ہمارے دل کا احساس ان کو پر کے ریشہ سے بھی ہلکا بتا رہا ہو۔

یہ ضروری چیزیں ہیں۔ جب تک یہ ہم میں پیدا نہ ہوں۔ ہم دُنیا پر غالب نہیں آسکتے۔ کچھ روز کام کر کے تھکان محسوس کرنے کے معنے یہ ہیں۔ کہ کچھ عرصہ شیطان کا مقابلہ کر کے اس کے لئے دروازے کھول دیں۔ اور اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ گویا پچھلا کیا کرایا بھی رائگاں چلا جائے۔ اس کی مثال تو ایسی ہی ہے۔ جیسے کوئی شخص دو گھنٹے تک تو چوروں کا مقابلہ کرے۔ مگر پھر مکان کا دروازہ کھول دے اس کے لئے تو یہی بہتر تھا۔ کہ پہلے ہی کھول دیتا۔ تا خواہ مخواہ مار نہ کھاتا۔ اور زخمی نہ ہوتا۔ جو قوم کچھ عرصہ کے بعد تھک کر ہتھیار ڈال دیتی ہے۔ وُہ بے وقوف ہے۔ اس کے لئے تو پہلے ہی مرحلہ پر ہتھیار ڈال دینا مناسب تھا۔

ہتھیار اٹھانے کا حق

اسے ہی ہے۔ جو آخر دم تک مقابلہ کرے اور مرنے کے لئے تیار ہو۔ مسلمانوں میں آج تک جتنی بھی تحریکات شروع ہوئیں۔ وُہ اسی طرح ختم ہو گئیں۔ جب

خلافت کی تحریک

شروع ہُوئی۔ تو اتنا جوش تھا۔ کہ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ سارا ہندوستان ملک سے باہر چلا جائے گا۔ اور اس میں شبہ نہیں۔ کہ بعض لوگوں نے بڑی بڑی قربانیاں بھی کیں۔ اچھے اچھے عہدوں والوں نے نوکریاں چھوڑ دیں۔ اور ہجرت کر کے چلے گئے

بعض نے اپنی بڑی بڑی قیمتی جائدادیں اونے پونے کر کے بیچ ڈالیں۔ اور یہاں سے چلے گئے۔ مگر پانچ چھ ماہ کے بعد ہی یہ سارا جوش مٹ گیا۔ اور آج ان مہاجرین کو کوئی جانتا بھی نہیں۔ جو لوگ باہر گئے ان میں سے کچھ تو دھکے کھا کر واپس آگئے کچھ مر گئے۔ اور کچھ ایسے ہیں جو ابھی تک ارد گرد کے ملکوں میں پھر رہے ہیں۔ اور اب کہیں بھی وہ جوش ہجرت نظر نہیں آتا۔ اس کے بعد حال میں

مسجد شہید گنج کی تحریک

شروع ہوئی۔ اور مسلمانوں میں ایسا جوش تھا۔ کہ معلوم ہوتا تھا مسلمان پنجاب کے چپہ چپہ پر شہید گنج بنا دیں گے۔ اور یہ نظر آتا تھا۔ کہ پہلے تو شہید گنج نام اس وجہ سے تھا۔ کہ بقول سکھوں کے یہاں بعض سکھوں نے جانیں دے دی تھیں مگر اب مسلمان اسے شہید گنج بنائیں گے اور لاکھوں مسلمانوں کا خون اس کی دیواروں پر چھینٹے دے گا۔ مگر آج دیکھ لو۔ نہ وہ تحریک ہے۔ اور نہ کسی کو وہ یاد ہے سکھ آج بھی اسی طرح اس پر قابض ہیں۔ اور وہ لوگ جو سارے

پنجاب میں شور

مچا رہے تھے۔ ان کا نام و نشان بھی کہیں نظر نہیں آتا۔ اگر مسلمان کسی ایک تحریک کے متعلق بھی استقلال سے کام لیتے۔ تو آج ہندوستان میں ان کی حالت بہت بہتر ہوتی۔ اگر خلافت کی تحریک کچھ عرصہ کے بعد دب نہ جاتی۔ بلکہ بڑھتی ہی چلی جاتی۔ تو مسلمانوں کے حق میں نتیجہ مفید نکلتا۔ اور جو لوگ باہر گئے تھے۔ وہ واپس آکر یہاں عزت کی زندگی بسر کرتے۔ اسی طرح شہید گنج کی تحریک خواہ غلط تھی یا ٹھیک

اگر مسلمان قربانیاں کرتے جاتے

تو آج کسی کو ان کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھنے کی جرأت نہ ہوتی۔ یاد رکھو کہ قربانی کا دل دہلا دینے والا شور نہیں۔ بلکہ استقلال کے ساتھ قربانیاں پیش کرتے جانا اصل چیز ہے۔ یورپ کے لوگ اس بات کو جانتے ہیں۔ اور اس پر عمل کرتے ہیں۔ اس لئے انہیں

عزت اور عروج

حاصل ہے۔ صدیاں گزر جاتی ہیں۔ مگر ان کے استقلال میں فرق نہیں آتا۔ افراد کے ساتھ ان کے مقاصد کا تعلق نہیں۔ بلکہ قوم کے ساتھ مقاصد کا تعلق ہوتا ہے۔

صلیبی جنگوں کو دیکھو

یورپ کی قومیں پاگلوں کی طرح شام پر حملے کرتی رہیں۔ اور ستر سال تک لڑتی رہیں۔ مگر کامیاب نہ ہو سکیں۔ اس کے بعد مسلمانوں نے تو یہ سمجھ لیا۔ کہ انہوں نے دشمن کو شکست دے دی۔ اور گھروں میں غافل ہو کر سو گئے۔ لیکن اہل یورپ کے دلوں میں سات سو سال تک بھی وہ چنگاری سلگتی رہی۔ اور آخر اس صدی میں انگریزوں نے وہاں قبضہ کر ہی لیا۔ وہی میدان جس میں سلطان صلاح الدین ایوبی نے فرانس کے بادشاہ فلپ اور انگلستان کے بادشاہ رچرڈ کو شکستیں دی تھیں۔ اس پر آج ان کا قبضہ ہے۔ بلکہ

سلطان صلاح الدین ایوبی کی قبر

پر بھی انہی لوگوں کا قبضہ ہے۔ اگر وہی چنگاری مسلمانوں کے دل میں بھی سلگتی رہتی۔ اور وہ ہمیشہ اس بات کو مدنظر رکھتے۔ کہ ان کے ملک پر قبضہ کرنا اہل یورپ کا منشا ہے۔ اور ہر مسلمان کے دل میں یہ عزم ہوتا۔ کہ یہ قبضہ نہیں ہونے دینا تو یہ کبھی نہ ہو سکتا۔ اور مسلمانوں کو یہ

ذلت پر ذلت

نہ اٹھانی پڑتی۔ مگر افسوس کہ مسلمان ایک لڑائی کے بعد غافل ہو گئے۔ اور انہوں نے سمجھ لیا۔ کہ ہم نے دشمن کو شکست دے دی ہے۔ حالانکہ دشمن نے

دوسرے طریق پر حملہ

شروع کر دیا تھا۔ دشمن نے سوچا۔ کہ مسلمان کیوں فتح پاتے ہیں۔ اور ہمیں کیوں شکست پر شکست ہوتی ہے۔ اور وہ اس نتیجہ پر پہونچے۔ کہ مسلمانوں کے پاس تجارت ہے۔ اور انہوں نے فیصلہ کیا کہ ہم بھی تجارت کی طرف متوجہ ہوں گے انہوں نے سوچا کہ

مسلمانوں کی کامیابی

کی وجہ یہ ہے۔ کہ ان کے ہاں یونیورسٹیاں ہیں۔ اور وہ علم پڑھتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے خود بھی یونیورسٹیاں قائم کیں۔ اور نئی

نئی ایجادوں کی طرف متوجہ ہوئے۔ انہوں نے سوچا کہ مسلمان اس واسطے ہم پر غالب آجاتے ہیں۔ کہ ان کے پاس سمندری بیڑا ہے۔ اور انہوں نے فیصلہ کیا کہ ہم بھی اب اپنا بیڑا بنائیں گے نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانوں کے بیڑے چھوٹے ہوتے گئے۔ اور ان کے بڑھتے گئے۔ مسلمانوں کی تجارت گرتی گئی۔ اور ان کی بڑھتی گئی۔ مسلمانوں کی یونیورسٹیاں بند ہوتی گئیں۔ اور ان کی ترقی کرتی گئیں۔ وہ لوگ

مسلمانوں کے ملک میں

آئے۔ اور جس طرح میں نے بتایا ہے کہ ہراول دستے دشمن کی فوج کی کمزوریوں سے اپنی فوج کو اطلاع دیتے ہیں۔ یہی کام انہوں نے کیا۔ یہاں سے وہ خبریں لے کر جاتے۔ اور اپنے لوگوں کو مسلمانوں کی طاقت کے مرکزوں سے آگاہ کرتے اس طرح انہوں نے اپنے لئے

طاقت کے سامان

پیدا کر لئے۔ اور مسلمانوں نے وہ سامان کھو دیئے۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ مسلمان غلام ہو گئے اور وہ غلام قومیں بادشاہ بن گئیں۔ اگر مسلمان بھی سات سو سال تک جنگ کو جاری رکھ سکتے۔ تو آج دشمن شام پر قابض نہ ہوتا۔ بلکہ آج فرانس اور جرمنی میں بھی اسلامی پرچم لہرا رہے ہوتے۔ اس وقت مسلمانوں کے پاس طاقت اور قوت تھی۔ اور اگر وہ دھاوا بول دیتے۔ تو بآسانی ان ملکوں کو فتح کر سکتے تھے۔ مگر افسوس کہ مسلمانوں نے ایک ہی لڑائی پر جنگ کا خاتمہ سمجھ لیا۔

یورپ کی لڑائیاں

جو بہت چھوٹے چھوٹے اصولوں کے لئے ہوتی ہیں۔ لمبے عرصہ تک چلی جاتی ہیں انگلینڈ اور جرمنی کی لڑائی چھوٹے چھوٹے اصولوں کے لئے ہی ہے۔ مگر ایک کے بعد دوسری جنگ اب ہو رہی ہے۔ آج انگلستان کے لوگ گالیاں دیتے ہیں۔ ان لوگوں کو جنہوں نے پہلی جنگ کو آخری سمجھ لیا۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ آج ہمیں جس قدر مشکلات پیش آرہی ہیں۔ وہ سب انہی ناواقف اور جاہل لوگوں کی وجہ سے ہیں جنہوں نے پہلی جنگ کو ہی آخری سمجھ لیا۔ یہی حال مسلمانوں کا

تھا۔ انہوں نے بھی پہلی لڑائی کو آخری سمجھ لیا۔ اور اس بات پر فخر کرنے لگے۔ کہ ہم نے ستر سال تک دشمن کا مقابلہ کیا ہے۔ حالانکہ وہ ستر سال تو ابتدا تھی۔ اور اس سات سو سال کی جنگ کا دسواں حصہ تھا۔

پس میں

جماعت کو نصیحت

کرتا ہوں۔ کہ وہ اس جنگ سے سبق حاصل کرے۔ اور فائدہ اٹھائے۔ اس کا ہر پہلو برا ہے۔ مگر برا بھی ہمارے لئے مفید ہو سکتا ہے پہلی لڑائی کے ۲۵ سال بعد ہی جرمنی نے پھر لڑائی شروع کر دی۔ اور یہ بہت بڑی بات ہے۔ مگر اس سے ہمیں یہ سبق حاصل ہو سکتا ہے۔ کہ

دشمن کی شکست

پر تسلی نہیں پانی چاہیئے۔ کیونکہ کچھ عرصہ کے بعد وہ پھر بھی سر اٹھا سکتا ہے۔ پھر لڑنے والی قوموں کے افراد قربانیاں کر رہے۔ اور تکالیف اٹھا رہے ہیں ہمیں بھی اس سے یہ سبق حاصل کرنا چاہیئے کہ ہم بھی دین کے لئے قربانیاں کریں جرمن مائیں اپنے بچوں کو قربان کر رہی ہیں جرمن تاجر اپنی تجارتوں کو تباہ کر رہے ہیں اور عوام طرح طرح کی تکالیف اٹھا رہے ہیں۔ اور ہم اگر ان سے زیادہ قربانیاں کریں تبھی

خدا تعالےٰ کی فوج میں شامل

ہو سکتے ہیں۔ اگر ان کے برابر ہی کریں۔ تو ہم میں اور ان میں کیا فرق ہوا۔ اور اگر ان سے کم کریں۔ تو نہایت ہی شرمناک بات ہوگی

مرحوم کو سوار ہونے پر مجبور کر لوں۔ تو جب گاؤں نزدیک آتا۔ تو اُتر پڑتے۔ اور مجبور کر کے مجھے سوار کرا لیتے۔ جہاں قیام فرماتے۔ جو اونچی اور اچھی چارپائی اور اچھا بستر ہو۔ وہ دُوسرے کو دیتے۔ اگر دُوسرا نہ مانے۔ تو الامر فوق الادب فرما کر بھی اپنی بات منوا لیتے۔ ایک دفعہ اس عاجز نے خواب میں دیکھا کہ یہ عاجز حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاؤں دبا رہا ہے۔ بعض مجبوریوں کی بناء پر عاجز قادیان نہیں جا سکتا تھا۔ اس لئے خیال آیا کہ کریام جاؤں اور حضرت حاجی صاحب جو حضور علیہ السلام کے صحابی ہیں کے پاؤں دبا کر خواب پورا کروں۔ چنانچہ یہ عاجز کریام گیا۔ سردیوں کا موسم تھا۔ خاکسار نے مسجد ہی میں بستر بچھوا لیا۔ عشاء کے بعد حضرت حاجی صاحب مرحوم اور یہ عاجز اکیلے رہ گئے۔ تو عاجز نے اپنا خواب سُنا کر پاؤں دابنے کی درخواست کی۔ حضرت حاجی صاحب نے سختی سے میری درخواست رَدّ کر دی۔ میں نے پھر اصرار سے کہا۔ تو پاؤں آگے کر دیا۔ اور کوئی ایک دو منٹ کے بعد کھینچ لیا۔ اور فرمایا۔ اب تم پاؤں آگے کرو۔ ایسا نہ ہو میرا نفس موٹا ہو جائے۔ کہ کسی نے میرے پاؤں دبائے ہیں۔

لباس نہایت سادہ رکھتے۔ غذا بہت کم کھاتے۔ اور ہمیشہ فرماتے ؎

خوردن برائے زیستن و ذکر کردن است

(باقی)

خاکسار:۔ عطاء اللہ پلیڈر امرتسر

وصیتیں

نمبر ۶۸۵۱ منکہ امۃ النصیر زوجہ مفیض المعارف صاحب قوم راجپوت گرہست عمر ۱۹ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ میں بتاریخ ۷/۴۳ احسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے جس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ (۱) مہر مبلغ ۵۰۰ روپے بذمہ شوہر۔ (۲) زیور اندازاً تین تولے مالیتی قریباً تین صد روپیہ۔ زیور کی تفصیل یہ ہے۔ ایک عدد سر کی پٹی۔ اندازاً پونے دو تولہ قیمتی ۱۷۵ روپے۔ ایک جوڑی بُندہ اندازاً نو ماشہ مالیتی قریباً ۷۵ روپے۔ ایک عدد انگوٹھی اندازاً نصف تولہ مالیتی قریباً ۵۰ روپیہ۔

(۳) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد اور پیدا کروں۔ تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہو۔ اس کے دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ میری اس وقت ماہوار آمد کوئی نہیں ہے۔ جب بھی میری کوئی ماہوار آمد ہوگی۔ تو اس کا دسواں حصہ باقاعدہ خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں داخل کرانے کا اقرار کرتی ہوں۔

(۴) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائیگی۔ فقط المرقوم مؤرخہ یکم جولائی ۱۹۴۳ء

کاتب الحروف عطاء الرحمٰن محرر۔

الامۃ:۔ امۃ النصیر رشیدہ زوجہ مفیض المعارف

گواہ شد مفیض المعارف دارالانوار۔ گواہ شد بذل الرحمٰن بنگالی۔

نمبر ۶۸۵۰ منکہ حمیدہ بیگم زوجہ مولوی محمد احمد صاحب ثاقب قوم جٹ کھوکھر پیشہ خانہ داری عمر ۲۲ سال تاریخ بیعت ۱۹۳۵ء ساکن قادیان ڈاکخانہ خاص ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۱/۶/۴۳ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری جائداد غیر منقولہ کوئی نہیں ہے میری جائداد منقولہ حسب ذیل ہے۔

(الف) زیورات طلائی۔ کانٹے ۱½ تولہ ۔/۵۰۔ ڈنڈیاں ۲ تولہ ما ۔/۵۰۔ انام ۱½ تولہ ۔/۵۰۔ تیلی ۳ ماشہ ۔/۵۔ (ب) زیورات نقرئی چوڑیاں دس عدد ۳۰ تولہ ۔/۱۵۔ پازیب ایک جوڑی ۱۰ تولہ ۔/۵۔ (ج) حق مہر بذمہ خاوند مولوی محمد احمد صاحب ثاقب ۔/۵۰۰ کل مبلغ ۔/۷۱۵ (د) میں مذکورہ بالا جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ نیز یہ بھی وصیت کرتی ہوں۔ کہ میرے مرنے کے بعد جس قدر جائداد ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد حمیدہ بیگم دارالرحمت۔ گواہ شد محمد احمد ثاقب خاوند موصیہ کارکن صدر انجمن احمدیہ۔

گواہ شد ملک محمد لطیف بقلم خود

نمبر ۶۸۵۹ منکہ خورشید احمد ولد چوہدری سردار خاں قوم جٹ پیشہ ملازمت عمر ۲۲ سال تاریخ بیعت دسمبر ۱۹۳۵ء ساکن موضع گمراں ڈاکخانہ رسول پور ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۶/۶/۴۳ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اس وقت کوئی نہیں اس وقت میری ماہوار آمد مبلغ ۴۴ روپے ۸ آنہ ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں۔ تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے وقت میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد خورشید احمد بقلم خود

گواہ شد نشان انگوٹھا نبی بخش ولد فضل دین۔

گواہ شد علی محمد صحابی وموصی ککھانوالی۔

نمبر ۶۸۳۱ منکہ خورشید بیگم زوجہ بشیر الدین قوم راجپوت پیشہ × عمر ۱۹ سال تاریخ بیعت۔ پیدائشی احمدی ساکن سارچور ڈاکخانہ خاص ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۲/۷/۴۳ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائداد حسب ذیل ہے:۔

مہر مبلغ آٹھ صد روپیہ بذمہ خاوند ہے۔ کانٹے طلائی ایک تولہ چوڑیاں طلائی تین تولے۔ طلائی انام ایک تولہ۔ نتھ طلائی ایک تولہ۔ کلپ ایک تولہ۔ چاندی کا زیور ساٹھ تولے۔ میں اس جائداد کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ نیز میری وفات کے وقت اگر کوئی اور جائداد ثابت ہو۔ تو اس کے دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ پانچ روپیہ ماہوار آمد ہے۔

الامۃ ۔ نشان انگوٹھا خورشید بیگم صاحبہ

گواہ شد بشیر الدین خاوند موصیہ

گواہ شد۔ محمد یوسف آفندی

دارالبرکات شرقی

تازہ اور ضروری خبروں کا خلاصہ

لنڈن ۲۸ جولائی۔ سوئٹزرلینڈ کی خبر رساں ایجنسی کا بیان ہے۔ کہ مسولینی بذریعہ ہوائی جہاز سپین پہنچ گیا ہے۔ بعد میں الجزائر ریڈیو نے بھی اعلان کیا۔ کہ مسولینی سپین پہنچ گیا ہے۔ اس کے مستقبل کے متعلق کچھ معلوم نہیں ہوا۔

لنڈن ۲۸ جولائی۔ روم ریڈیو نے اعلان کیا ہے۔ کہ فیسی ازم کا خاتمہ کر دیا گیا ہے۔ کیونکہ یہ اطالوی باشندوں کے لئے مدد کی بجائے رکاوٹ بن رہا تھا۔ فیسی ازم موجودہ صورت حال سے نپٹنے اور قوم کے تمام ذرائع کو مکمل طور پر استعمال کرنے کے قابل نہیں بنا سکا۔ مارشل بڈوگلیو کے ان الفاظ کو اٹلی کے باشندے یک زبان ہو کر دہراتے ہیں۔ کہ جنگ جاری ہے۔ اور قوم نے ان تمام رکاوٹوں کو دور کر دیا ہے۔ جو جنگ کو چلانے کے راستہ میں حائل تھیں۔

لنڈن ۲۸ جولائی۔ جرمن نیوز ایجنسی نے اعلان کیا ہے۔ کہ مسولینی کو اٹلی کا سب سے بڑا اعزاز حاصل تھا۔ اور اب بھی حاصل ہے۔ اسے اب بھی اس کے شایان شان حقوق حاصل ہیں۔ اس اعزاز کے حاصل کرنے والے سے بادشاہ کے چچیرے بھائی کا سلوک کیا جاتا ہے۔ اٹلی کے معتبر حلقوں کا کہنا ہے۔ کہ اٹلی نے جو کام اپنے ہاتھ میں لیا تھا۔ اسے وہ برابر سر انجام دے رہا ہے۔ جہاں تک گرانڈ فاسسٹ کونسل کے واقعات کا تعلق ہے۔ وہ ہوم پولیس تک ہی محدود ہیں۔

واشنگٹن ۲۹ جولائی۔ صدر روزویلٹ نے ایک بیان میں کہا۔ کہ محکمہ جنگی معلومات کو اٹلی کے نام براڈکاسٹ کرتے ہوئے شاہ اٹلی پر حملہ نہیں کرنا چاہیئے تھا۔ ہم اس معاملہ پر سخت کارروائی کریں گے۔

لنڈن ۲۸ جولائی۔ سپین کے وہ لوگ جو فرانکو کی فیسسٹ گورنمنٹ کا تختہ الٹ کر بادشاہ کی حکومت قائم کرنا چاہتے ہیں کوشش کر رہے ہیں۔ کہ سپین کے باہر ایک عارضی گورنمنٹ بنائی جائے۔ جس کا ہیڈ کوارٹر پہلے تو لزبن (پرتگال) میں ہو۔ اور بعد میں لنڈن میں منتقل کیا جائے۔ اس تحریک کے بانیوں کو گرفتار کیا جا رہا ہے۔ اور لیڈروں کی کڑی نگرانی کی جا رہی ہے۔

لنڈن ۲۸ جولائی۔ مسٹر ایڈن نے ہاؤس آف کامنز میں اعلان کیا۔ کہ روس نے ماسکو میں جو آزادانہ جرمن گورنمنٹ قائم کی ہے۔ برٹش گورنمنٹ اپنے ملک میں اس قسم کی کمیٹی کو تسلیم کرنے کا ارادہ نہیں رکھتی۔

نئی دہلی ۲۸ جولائی۔ مرکزی اسمبلی میں سوالات کے وقت کامرس ممبر نے کہا۔ ایک ارب ۱۵ کروڑ گز سٹینڈرڈ کلاتھ کا مزید آرڈر دے دیا گیا ہے۔ جو جون ۱۹۴۴ء تک قسطوں میں مہیا کیا جائیگا۔ اس کے علاوہ چونکہ چھپایا ہوا سٹاک بھی نکل رہا ہے۔ اس لئے حکومت ہند کو امید ہے۔ کہ لوگوں کو کافی ریلیف مل جائیگا۔ اگر بیوپاریوں نے کپڑے کے کنٹرول کو ناکام بنانے کی کوشش کی۔ تو گورنمنٹ سخت کارروائی کرے گی۔

نئی دہلی ۲۸ جولائی۔ حکومت ہند نے یو۔پی اور سرحد کے سوا دوسرے صوبوں میں گڑ کو ایک صوبہ سے دوسرے صوبہ میں لے جانے کی ممانعت کا جو حکم جاری کیا ہے۔ اس کی تشریح میں ایک اور سرکاری اعلان جاری ہوا ہے۔ جس میں درج ہے۔ کہ گورنمنٹ کا مقصد یہ ہے۔ کہ زیادہ سے زیادہ کھانڈ تیار کرنے کے لئے فیکٹریوں کو گڑ مل سکے۔

برلن ۲۸ جولائی۔ مارشل بڈوگلیو کے متعلق معلوم ہوا ہے۔ کہ وہ اتحادیوں سے سمجھوتہ کی شرائط پر بات چیت کر رہے ہیں اور عام طور پر خیال کیا جاتا ہے۔ کہ اطالوی حکام نے پوپ کے پاس مقیم برطانوی اور امریکی سفیروں کے ذریعہ روم میں ربط ضبط قائم کیا ہے۔ نیویارک ٹائمز کے نامہ نگار نے اطلاع دی ہے کہ مارشل بڈوگلیو نے ایک فوجی جرنیل کے ہمراہ شہری نمائندوں کا ایک وفد اتحادی نمائندوں کے پاس ہتھیار ڈالنے کی شرطیں طے کرنے کے لئے بھیجا۔ اٹلی کے متعلق جو خبریں آ رہی ہیں۔ ان کے بارے میں عجیب بات یہ ہے۔ کہ خود اٹلی سے کوئی خبر نہیں آ رہی۔ مارشل لا کے نافذ ہونے کے بعد سے روم سے کوئی خاص اعلان نہیں ہوا۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ مارشل بڈوگلیو پس پردہ کیا کر رہا ہے۔

لنڈن ۲۹ جولائی۔ آج الجیریا ریڈیو نے جنرل آئزن ہاور کا ایک پیغام اہل اٹلی کے نام براڈکاسٹ کیا۔ جس میں ان سے کہا گیا ہے۔ کہ آپ لوگوں نے اس شخص سے چھٹکارا حاصل کر لیا۔ جس نے اٹلی کو تباہی کے کنارے کھڑا کر دیا ہے۔ اب اتحادیوں کے قریب آنے میں صرف جرمن ہی روک ہیں۔ آپ لوگ اگر باعزت رہنا چاہتے ہیں۔ تو جرمنوں کو مدد دینا بند کر دیں۔ ہم جب اٹلی پر قبضہ کریں گے۔ تو نرمی اور مہربانی سے کام لینگے اگر اٹلی نے اتحادی جنگی قیدی واپس کر دیئے اور ان کو جرمنی نہ پہونچا دیا۔ تو وہ لاکھوں اطالوی اپنے گھروں میں بسلامت پہونچ جائیں گے۔ جو اس وقت ہماری قید میں ہیں۔

واشنگٹن ۲۹ جولائی۔ مسٹر روزویلٹ نے کل رات ایک براڈکاسٹ میں کہا کہ اٹلی کے لئے بھی ہماری شرائط وہی ہیں جو جرمنی و جاپان کے لئے ہیں۔ یعنی بلا شرط ہتھیار ڈالدو۔ مسولینی اور اس کے ساتھیوں نے انسانیت کے خلاف جو جرم کیا ہے۔ اس کی سزا سے وہ مستعفی ہو کر بچ نہیں سکتے۔ آپ نے کہا روس نے بہادری عزم و استقلال اور قربانی کی جو مثال پیش کی ہے وہ بے نظیر ہے

لنڈن ۲۹ جولائی۔ مسٹر ایمری نے پارلیمنٹ میں ایک سوال کے جواب میں کہا کہ مسٹر گاندھی حکومت ہند کے ہوم ڈیپارٹمنٹ کے ساتھ خط و کتابت تو کرتے رہے ہیں۔ مگر اس کی تفاصیل پیش نہیں کی جا سکتیں۔

دہلی ۲۹ جولائی۔ حضور وائسرائے ۲ اگست کو اسمبلی اور کونسل آف سٹیٹ کے مشترکہ اجلاس میں تقریر کریں گے۔

لنڈن ۳۰ جولائی۔ سسلی میں کینیڈین فوج نے اجیرا کے مقام پر قبضہ کر لیا ہے۔ اور اب ریگل بورڈ کی طرف بڑھ رہی ہیں۔ جو یہاں سے سات میل اور جرمن ڈیفنس لائن کے شمالی سرے کا آخری قلعہ ہے۔ امریکن فوج نے نکوسا پر قبضہ کیا ہے۔ جو سسلی کے شمالی ساحل سے ۲۰ میل جنوب مشرق میں ہے۔ آٹھویں برطانوی فوج کٹانیہ میں دشمن پر برابر دباؤ ڈال رہی ہے۔ کٹانیہ کی بندرگاہ بالکل تباہ کی جا چکی ہے۔ اور دشمن اپنی فوجوں کو رسد ہوائی جہازوں کے ذریعہ پہنچا رہا ہے

لنڈن ۳۰ جولائی سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے۔ کہ روم پر جو ہوائی حملہ کیا گیا تھا۔ وہ فلن کے حملوں میں سے کامیاب ترین حملہ تھا اس میں گیارہ سو ٹن وزن کے بم گرائے گئے۔ گذشتہ ایک ہفتہ میں جرمنی کے اہم شہروں پر ۷ ہزار ٹن بم گرائے گئے۔

لنڈن ۳۰ جولائی۔ اٹلی سے غیر مشروط طور پر ہتھیار ڈال دینے کی جو اپیل کی گئی تھی۔ اس کا جواب دیتے ہوئے روم ریڈیو نے کہا۔ کہ جو قوم بہادری سے لڑ رہی ہے۔ اور جس کے چار کروڑ فرزند اپنے بادشاہ کے جھنڈے تلے متحد ہیں۔ اس کے سامنے ہتھیار ڈال دینے کا مطالبہ رکھنا بے وقوفی ہے۔

ماسکو ۳۰ جولائی۔ روسی فوجیں اوریل پر بڑھ رہی ہیں۔ انہوں نے چھ سات میل مزید پیشقدمی کی ہے۔ اور چالیس بستیوں پر قبضہ کر لیا ہے لینن گراڈ کے جرمن مورچوں پر روسی توپیں سخت گولہ